سوال

(33)رسول کا ہم زبان ہونا

جواب

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر نبی کواس کی قوم کی زبان میں بھیجا توحضرت محمدﷺ کو پوری دنیا کےلیے کیوں مبعوث کیاگیا، حالانکہ ان کی زبان عربی تھی۔ لہٰذا آپﷺ صرف عالم عرب کےلیے نبی ہوتے، سندھیوں کےلیے کوئی سندھی اورانگریزوں کےلیے کوئی انگریزرسول بن کرآتے۔ وغیرہ وغیرہ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

قرآن کریم میں واضح ہےکہ:

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِۦ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (ابراہیم:٤)

’’یعنی نہیں بھیجاہم نےکوئی بھی رسول مگراس کی قوم کی زبان کےساتھ تاکہ ان پربیان کرے۔‘‘

اوراللہ سبحانہ وتعالیٰ نےہرملک اورہرقوم میں کوئی نہ کوئی نبی بھیجاہے۔جیسےاللہ تعالیٰ فرماتےہیں:

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (الرعد:٧)

’’یعنی ہرقوم کےلیےکوئی نہ کوئی ہادی ’’پیغمبر‘‘ تھا۔‘‘

دوسری جگہ فرمایا:

وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ (فاطر:٢٤)

’’یعنی ہرامت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سےکوئی نہ کوئی ڈرانےوالاگزرچکاہے۔‘‘

لہٰذاسرزمین سندھ اورانگریزوں کےملک میں اوردوسرےسارےممالک یاخطہ میں کوئی نہ کوئی آتارہاہےلیکن قرآن کریم میں کسی بھی جگہ پراس طرح نہیں ہےکہ میں ہمیشہ اس طرح

ہر ملک میں الگ الگ نبی بھیجتا رہا ہوں ۔ اور کوئی بھی ساری دنیا کے لیے ایک جامع نبی نہیں بھیجوں گا ، لہٰذا یہ اعتراض فضول ہے ۔

جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایک ایسا جامع کمالات نبی ﷺ بھیجا جو پوری دنیا کے لیے قیامت کے دن تک ہو اور اس کی لائی ہوئی شریعت کامل و مکمل ہو جو تا قیامت لوگوں کی رہنمائی کرتی رہے ۔ جب بھی کوئی مسئلہ درپیش آئے تو اس میں اس کا حل موجود ہو ۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ساتھ ایسی کتاب بھی دی جو تا قیامت لوگوں کے لیے رہنماء اور ہادی ہے ، جس کا مثل لانے سے انس و جن عاجز ہیں ۔ جب اس کتاب کو تا قیامت رہنا تھا تو اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود اٹھایا ۔ یہی وجہ ہے دشمنان اسلام کی بھرپور کوشش کے باوجود اس میں ایک حرف کا بھی الحاق یا اضافہ یا کمی وبیشی ہرگز نہ ہو سکی ۔ حالانکہ توریت ، انجیل اور دوسری آسمانی کتب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے تھے اور سچے تھے ان کے لانے والے بھی سچے پیغمبر تھے لیکن ان کی نبوت عمومی اور ساری دنیا کے لیے نہ تھی اور نہ ہی ہمیشہ کے لیے تھی یہی وجہ ہے کہ ان کے بعد ان کی کتابوں میں تحریف ، تبدیل اور اضافات ہوگئے ۔ جس کا اقرار ان کتابوں کے ماننے والے بھی کرتے ہیں ۔ لیکن اس کتاب (قرآن کریم) کا ایک حرف بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکا ۔ اگرچہ اس کو آئے ہوئے ۱٤۰۰ چودہ سو سال سے بھی زائد عرصہ ہو گیا ہے ۔ یہ قرآن شریف کا دائمی معجزہ ہے ، ورنہ دوسری کوئی بھی کتاب اتنا عرصہ تو کیا تین سو سال بھی محفوظ نہ رہ سکی اور اس میں تحریف ہو گئی ۔ اس طرح بھی نہیں کہ قرآن کریم اس وقت یا آج کے عربوں کے لیے معجزہ تھی یا ہے بلکہ دنیا کے لیے ہے ، آج بھی دنیا میں کتنے ہی عیسائی ایسے ہیں جو عربی پر بڑی مہارت رکھتے ہیں ان جتنی مہارت ہمارے پڑھے لکھے عالم بھی نہیں رکھتے ۔ انہوں نے بیشتر عربی زبان میں لکھی ہیں ۔ عربی لغت کی کتنی ہی کتابیں لکھی ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں لیکن عربی کے ان ماہر عیسائیوں کو بھی یہ جرات نہیں ہوئی کہ قرآن کریم کے اس چیلنج کو قبول کر سکیں کیوں ؟

اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ قرآن کریم کا مقابلہ انسانی طاقت سے ماوراء ہے ، یہی معجزہ رہتی دنیا تک ہمارے نبی ﷺ کی صداقت کا ایک عظیم الشان ثبوت ہے ۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت دنیا کی یہ حالت تھی کہ پوری دنیا میں تقریبا (ماسوائے امریکا) لوگوں کے ایک دوسرے سے روابط قائم تھے گزرے ہوئے نبیوں کی طرح ہر دنیا کا خطہ اور علاقہ الگ تھلگ نہیں تھا ، یعنی آپ ﷺ کی بعثت کے وقت پوری دنیا ایک گھر کی مانند بنی ہوئی تھی اس وقت سے لے کر آج تک پوری دنیا کے علاقے ایک دوسرے کے بالکل قریب آتے رہے اور آج دنیا کی کیا حالت ہے کہ جو بالکل ایک گھر کی مثل بن چکی ہے اور پوری دنیا کا احوال ایک ہی وقت میں انسان اپنے گھر بیٹھے بیٹھے معلوم کر سکتا ہے اور سن سکتا ہے ۔ لہٰذا ایک ہی گھر کے لیے سربراہ یا نبی بھی ایک ہی ہونا چاہیئے نہ کہ زیادہ کیونکہ دنیا کی موجودہ حالت نبی ﷺ کی بعثت سے شروع ہوئی ہے جس کا تقاضا ہے کہ دنیا کا مرشد ، ہادی ، رہنما اور پیغمبر ایک ہی ہونا چاہیئے تاکہ ساری دنیا ایک ہی برادری کے دھاگے میں بندھی ہوئی ہے ۔ ہر ملک کے جدا جدا نبی نہ ہوں کیونکہ یہ نمونہ عالمی برادری کے منافی ہے اور افتراش انتشار کی علامت ہے ، بہر حال آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ کے وقت ساری دنیا اپنی زبان حال سے یہ تقاضا کر رہی تھی کہ ہمارا پیشوا لیڈر اور بشیر و نذیر ایک ہی ہونا چاہئے ، یہی وجہ ہے کہ مالک الملک جو کہ عالم الغیب ہے ، انسانیت کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے اور ان کی زبان حال کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے ایک عظیم الشان نبی مبعوث کیا جو ایسی کتاب کے ساتھ آیا جو رہتی دنیا تک معجزہ ہے اور تمام انسانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہے ۔ آنے والے مسائل کا حل بھی اس میں موجود ہے اور ملتا رہے گا اور اسی کلام پاک اور اس کے لانے والے عظیم الشان پیغمبر علیہ السلام نے پوری دنیا کو یہ شاندار تصور (Grand-Conception) عطا فرمایا کہ یہ پوری دنیا اور اس کے باشندے ایک ہی عالم برداری کے اجزاء یا افراد ہیں حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھری مجلس میں یہ واشگاف اعلان فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی (غیر عربی) پر محض اس وجہ سے فضیلت نہیں ہے کہ وہ عربی ہے ، کسی عجمی کو عربی پر ، کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر فضیلت نہیں ، سب کے سب آدم کی اولاد ہیں ، آدم کو اللہ نے مٹی سے بنایا تھا ، تم میں سے اگر کسی کو کوئی فضیلت حاصل ہے تو محض تقویٰ کی بنا پر ہے ، ورنہ اگر اب بھی ہر ملک کا الگ الگ نبی ہوتا تو آج تک دنیا کے اس شاندار تصور کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکتا تھا ۔ بلکہ دنیا اور بھی زیادہ متفرق برادریوں میں تقسیم ہو جاتی ۔ اسلام اس شاندار تصور کا مظاہرہ ہر سال حجاز مقدس میں کرتا رہتا ہے ، جہاں ہر دنیا کے مختلف خطوں سے آئے ہوئے لوگ مختلف ذات ، زبان قبیلے اور الگ الگ خصوصیات اور امتیازات اور اونچ نیچ کے باوجود بھی ایک ہی لباس میں ملبوس ہو کر ایک ہی نمونہ وہیت میں ایک ہی رب وحدہ لاشریک لہ کے سامنے جھک کر دعا مانگتے ہیں ، وہاں پر کوئی امتیاز نظر نہیں آتا ، اگرچہ آپس میں باہمی کئی امتیازات کیوں نہ ہوں ۔ کیا اس قسم کا تصور اور اس کا عملی مظاہرہ کسی دوسرے مزہب یا قوم یا کسی علاقے یا ملک کے لوگوں نے سوائے اسلام کے پیش کیا ہے ؟ ہرگز نہیں ۔ بے شمار فوائد اور انسانیت کی بھلائی کی باتوں میں سے یہ بھی ایک نہایت عظیم الشان عملی نمونہ ہے اس جیسا نہ کوئی پیش کر سکا ہے اور نہ ہی کر سکے گا ، پس رہا یہ سوال کہ اس مقصد کے لیے عرب و حجاز کے خطے کو منتخب کر کے ایسے پیغمبروں کا کیوں انتخاب کیا گیا ، دوسرے ملکوں سے کیوں نہ ہوا اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سندھ سے یا یورپ وغیرہ سے یا کسی اور ملک یا خطہ سے پیغمبر کا انتخاب کرتا تو بھی یہی سوال اٹھایا جاتا ، لہٰذا ایسے عظیم الشان پیغمبر کے انتخاب کے لیے عالمی برادری کو وجود میں لانے کے لیے جس بھی خطہ کا انتخاب ہوتا تو لازما دوسرے ممالک سے اعتراض دہرایا ، کہ

اس مقصد کے لیے فلاں علاقہ ہی کیوں منتخب کیا گیا؟ ہمارا خطہ کیوں نہ منتخب کیا گیا، حالانکہ اسی عالمی برادری کے وجود میں لانے کے لیے ضروری تھا کہ ساری دنیا کے لیے ایک ہی پشوا اور پیغمبر ہونا چاہیئے، اس لیے جہاں بھی اس کا انتخاب ہوتا تو دوسرے خطے کے لوگ یہ سوال اٹھاتے، اس لیے انسانوں کو چاہیئے کہ اس بارے میں معاملہ اللہ پر ہی چھوڑیں دیں کیونکہ جہاں بھی اس کو مناسب نظر آیا اس نے وہاں سے اس کا انتخاب کر ہی لیا اس میں کیا خرابی ہے؟ کیا اللہ کے ماننے والوں کا اللہ تعالی پر اتنا بھی بھروسہ نہیں ہے کہ اس نے جو بھی اور جہاں بھی انتخاب کیا اس میں ہمارے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ اگر یہ اعتراض کرنے والے اللہ کے وجود کے منکر ہیں تو ان کو اس اعتراض کا کوئی حق بھی نہیں علاوہ ازیں جس خطہ سے دین اسلام کی تبلیغ کی ابتدا ہوئی یعنی (مکہ معظمہ) وہ پرانی، ایشیا، یورپ، افریقہ کے تقریبا بیچ کی جگہ ہے۔

چنانچہ جغرافیہ جاننے والوں پر یہ مخفی نہیں ہے اس کے متعلق معلومات کے لیے قاضی سلیمان منصوری کی کتاب رحمۃ للعالمین کی پہلی جلد کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ بہر حال مکہ معظمہ پوری دنیا کا سینٹر ہونے کی بنا پر زیادہ حقدار تھا اور وہاں سے ہر ملک کی طرف دین کی آواز پہنچی اسی مرکزی حیثیت کی بنا پر عرب کا خطہ منتخب کرنا زیادہ موزوں تھا اور بلاشک وشبہ نبی اکرم ﷺ کی ہستی اس پورے علاقے میں ایک ہی ہستی تھی جو اس عظیم منصب کی حقدار تھی۔ بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں ایک بھی ایسی ہستی نہ تھی جو اس عظیم الشان منصب کے لیے منتخب کی جاتی۔ پوری دنیا میں صرف حضرت محمد ﷺ کی ہی بابرکت ہستی تھی جس کو اس کامل دین کا علمبردار بنایا گیا کیونکہ وہی اس بڑے منصب کے حقدار تھے، لہذا جب اللہ عالم الغیب والشہادہ نے پوری دنیائے عرب و عجم پر نظر دالی تو سارے مغضوب علیہم نظر آئے۔ کوئی بھی اس منصب کے لائق نظر نہیں آیا کہ جس کو اس رحمت والے دین کا حامل بنایا جائے، سوائے پیارے پیغمبر جناب محمد ﷺ کی بابرکت ہستی کے۔ تو اللہ تعالی نے ہی ان کا انتخاب فرمایا اس میں کیا اعتراض اور کون سی قباحت ہے؟ یہاں یہ ضرور ہے کہ انگریزی زبان بھی کافی دنیا میں بولی جاتی ہے، عالمی زبانوں میں سے ایک ہے لیکن کوئی انصاف کرے جس کو دونوں زبانوں (عربی، انگریزی) پر مکمل عبور ہو وہ یقینا یہ مانے گا کہ عربی زبان میں جو وسعت ہے اس کا عشر و عشیر بھی انگریزی زبان میں نہیں ہے۔ اسی عربی زبان ایک سائینٹفک (Scientfic) ہے اس کے نحو، صرف، علم البلاغہ اور علم لغت کے مہارت رکھنے والوں سے پوچھو گے تو معلوم ہوگا کہ عربی زبان مختلف زبانوں سے کس قدر وسیع اعلی درجہ پر فائز ہے۔ دنیا کی کوئی بھی زبان اس کا ہرگز ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی، یہ ہمارا دعوی ہے۔ جس کو کوئی ان شاء اللہ رد نہیں کر سکتا، لہذا ایسے عالمی دین اور عالمی برداری کو وجود میں لانے کے لیے زبان بھی ایسی کا انتخاب ہونا چاہیئے تھا جو سب زبانوں سے اعلی ہو۔ عربی زبان کی لطافت نحو اور صرف زیر و زبر اور پیش یا الف، واو اور ی کے اختلاف کے لحاظ سے معنی میں بے پناہ اختلاف آجاتا ہے یہ ایسی خصوصیت ہے جو دوسری زبان میں نہیں ملتی، اس ایک زبان میں مہارت لانے کے لیے جتنے علوم کی ضرورت ہوتی اتنے علوم کی ضرورت دوسری زبانوں میں نہیں ہوتی۔ لہذا کامل دین کے لیے عربی زبان کا انتخاب عین حکمت کا تقاضا تھی، اگر اس کی جگہ دوسری زبان منتخب کی جاتی تو وہ ہوگز اس کامل دین کے لیے موزوں نہ ہوتی، علاوہ ازیں جب اس دنیا کو ہمیشہ کے لیے رہنا تھا اور انسان کو کئی مسائل درپیش آتے رہتے ہیں لہذا اس کے لیے ایسی زبان کا اختیار کرنا ضروری تھا جس میں رہتی دنیا تک انسانوں کے مسائل کا حل موجود ہو، یہ عربی زبان اور اس کے الفاظ کے معانی کی بے پناہ وسعت ہی ہے کہ ہر زمانہ کی ضرورتوں کا ساتھ دیتی رہی ہے اور دور میں انسانی مسائل کا حل اس میں دستیاب رہا ہے، دوسری زبان یہ پارٹ ہرگز ادا نہیں کر سکتی تھی، یہ صحیح ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی قوم کی زبان عربی تھی کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ نبی ﷺ پوری دنیا جاکر ہر ایک کو اللہ تعالی کا پیغام پہنچائیں۔ ان کی ڈائریکٹ (Directpreching) ایک قوم تک ہی رہ سکتی تھی، اس لیے اللہ تعالی نے ان کو ڈائریکٹ عربوں کی طرف بھیجا تاکہ وہ اس کے حامل بن کر اس دین کو دوسرے ملکوں اور انسانوں تک پہنچائیں اس طرح یہ دین۔ قرآن وسنت پوری دنیا میں پہنچ گئے۔

یہاں اللہ سبحانہ وتعالی نے ایسا انتظام ضرور کیا کہ اپنے کلام پاک کے تراجم پوری دنیا کے مشہور زبانوں میں میسر کروائے، اس طرح دنیا کلام پاک سے اپنی اپنی زبان میں مستفید ہوتی رہی ہے، اور ہوتی رہے گی۔ (ان شاء اللہ)

خلاصہ کلام کہ جب تک دنیا اپنی صفر سنی میں تھی اور اپنے کمال کو نہ پہنچی تھی تب تک تو ہر ملک میں الگ الگ نبی آرہے تھے لیکن جب دنیا اپنی بلوغت وکمال کو پہنچی اور اپنے لسان حال سے تقاضا کرنے لگی کہ اب میرے لیے ایک ہی رہنما ئے آئے، ایک ہی دستور یا آئین، نمونہ یالائحہ عمل آئے اور میرے تمام افراد ایک ہی برادری میں پرو لیے گئے ہیں اللہ تعالی نے اپنی بے پناہ رحمت اور فضل عظیم کے ساتھ یہ دعا قبول کی اور ان انسانوں میں سے ہی ایک عظیم الشان نبی جس کی صداقت وامانت، تقوی اور دیانت عالم آشکار تھی۔ اس سفیر کی جو زبان پوری دنیا کی زبانوں سے اعلی تھی اس کو ایسے خطہ سے مبعوث کیا جو پوری دنیا کے لیے مرکزی حیثیت رکھتا تھا جس نے آکر پوری دنیا کے انسانوں کو امن کا پیغام دیا۔ ان سب کو ایک ہی عالمی برادری سے منسلک کیا ان کو ایسا کامل دین عطا کیا جو کامل ہونے کے ساتھ ساتھ رہتی دنیا تک کے انسانوں کی ضروریات کو پورا کرتا رہے، اور وہ سارے ایک ہی

معبود کے بندے بن کر آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں، کوئی بھی اپنے آپ کو دوسروں کا خادم سمجھے، یہ سارا نظام یا مقصد خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے ورود مسعود کے ساتھ پورا ہوا، اس میں کون سی ایسی بات ہے جو اعتراض کے لائق ہے، باقی ان علم اور روشنی کے چمڑوں کو اسلام کے نہ غروب ہونے والے سورج (رسول اللہ ﷺ) سے خواہ مخواہ ضد یا عداوت ہے تو اس کا علاج ممکن ہی نہیں ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 223

محدث فتویٰ